احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار | 29 ستمبر 1997ء

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

قائم مقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق

جلد 47-82 نمبر 214 | سوموار 26 جمادی الاول 1418ھ 29 تبوک 1376ھش 29 ستمبر 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دعاؤں کی قبولیت کا فیض ان لوگوں کو ملتا ہے‘ جو متقی ہوتے ہیں۔ اب میں بتاؤں گا کہ متقی کون ہوتے ہیں‘ مگر ابھی میں ایک اور شبہ کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ جو متقی ہوتے ہیں۔ بظاہر ان کی بعض دعائیں ان کے حسب منشاء پوری نہیں ہوتی ہیں‘ یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان لوگوں کی کوئی بھی دعا در حقیقت ضائع نہیں کی جاتی‘ لیکن چونکہ انسان عالم الغیب نہیں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس دعا کے نتائج اس کے حق میں کیا اثر پیدا کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کمال شفقت اور مہربانی سے اس دعا کو اپنے بندہ کے لئے اس صورت میں منتقل کر دیتا ہے‘ جو اس کے واسطے مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ جیسے ایک نادان بچہ سانپ کو خوبصورت اور نرم شے سمجھ کر پکڑنے کی جرات کرے یا آگ کو روشن دیکھ کر اپنی ماں سے مانگ بیٹھے‘ تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ماں خواہ وہ کیسی ہی نادان سے نادان بھی کیوں نہ ہو۔ کبھی پسند کرے گی کہ اس کا بچہ سانپ کو پکڑے یا اپنی خواہش کے موافق آگ کا ایک روشن کوئلہ اس کے ہاتھ پر رکھ دے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ اس کی زندگی کو گزند پہنچائے گا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 278)

احتیاجوں کو پورا کرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

تم خدا تعالیٰ کے فضلوں کے حاجت مند ہو تم اس احتیاج کا احساس پیدا کر لو۔ تم یہ سمجھ لو کہ دنیا کی کوئی نعمت اور کوئی اخروی نعمت ہمیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ اس کا فیصلہ نہ کرے۔ کیونکہ اس دنیا کی ملکیت بھی اس کے قبضہ میں ہے اور اس دنیا کی نعمتیں بھی اس کے ارادہ اور منشاء کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتیں۔ تمہیں (-) جوتی کا ایک تسمہ بھی اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہر چیز میں ہر وقت اور ہر آن تم محتاج ہو۔ تمہارے اندر اپنے رب کی احتیاج ہے۔

خدا تعالیٰ تمہارا محتاج نہیں۔ خدا تعالیٰ تو غنی ہے۔ (-) حقیقی غناء اسی کی ذات میں ہے۔ کوئی اور ہستی ایسی نہیں جس کی طرف ہم حقیقی غناء کو منسوب کر سکیں۔ اور کہہ سکیں اس کے اندر غناء پائی جاتی ہے اور وہ غنی ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نیک بندہ صفات باری کا مظہر بنتے ہوئے غناء کی صفت بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق اپنے رب سے پائے۔ پھر وہ ایک معنی میں غنی بھی بن جاتا ہے‘ ایک معنی میں وہ ربوبیت بھی کرتا ہے رحمانیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ رحیمیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے وہ معاف بھی کرتا ہے۔ اور (وہ جزا سزا کے دن کا مالک ہے) کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ لیکن یہ سب نسبتی اور طفیلی چیزیں ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اس کی دی ہوئی توفیق سے صفات باری کا مظہر بنتا ہے۔ اگر خدا کا سہارا نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات کا کون مظہر بن سکتا ہے؟ ہاں جب اللہ تعالیٰ خود اپنا سہارا دیتا ہے اور اپنے فضل سے نوازتا ہے تو انسان اس کی صفات کاملہ کا محدود دائرہ میں اور طفیلی طور پر مظہر بھی بنتا ہے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق بنتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا (-) کامل غناء والی ذات تو اللہ کی ہے اور وہ غنی ہونے کے لحاظ سے

باقی صفحہ 7 پر

جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ پالیتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محترم میجر عبدالحمید صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا

مکرم میجر راجہ عبدالحمید صاحب کو 26 ستمبر 97ء بعد جمعہ بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ 24 ستمبر 1997ء کو مختصر علالت کے بعد فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گئے تھے۔ ان کے بیٹے راجہ عبدالمالک صاحب اور راجہ عبدالخالق صاحب اور بیٹی امتہ الحمید صاحبہ امریکہ سے اور انکے ساتھ ہی دوسری بیٹی فوزیہ صاحبہ سپین سے 26 ستمبر صبح 5 بجے ربوہ پہنچ گئے ایک بیٹی امتہ الرشید صاحبہ اسلام آباد سے آگئیں۔ جمعہ سے قبل ساڑھے بارہ بجے بہت سے احباب اور خدام نے انکا جنازہ انکے مکان واقع دارالصدر شمالی سے بیت الاقصیٰ پہنچایا۔ جہاں بعد جمعہ محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا جس کے بعد ایک کثیر تعداد میت کو لے کر بہشتی مقبرہ پہنچی۔ جہاں پر قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔

مکرم میجر صاحب موصوف کو حفاظت مرکز قادیان‘ فرقان بٹالین اور 53ء میں جماعتی خدمات کے خاص مواقع حاصل رہے۔ 1931ء میں خود احمدیت قبول کی 1932ء میں وصیت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور نہایت اخلاص اور فدائیت اور پرہیزگاری سے زندگی بسر کی۔ بعد ریٹائرمنٹ قریباً 26 سال بطور مربی سلسلہ انگلستان‘ امریکہ و جاپان‘ نائب وکیل التبشیر اور سیکرٹری کمیٹی آبادی وقف کی روح کو خوب نبھایا۔ آپ کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ اہلیہ محترمہ سکینہ بیگم بھی ہیں جو حضرت صوفی غلام محمد صاحب ناظر مال خرچ و ناظر اعلیٰ ثانی (وفات یافتہ) کی حقیقی بھانجی اور چوہدری مبارک مصلح الدین احمد وکیل مال ثانی کی پھوپھی زاد ہمشیرہ ہیں۔

جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موصوف کے درجات بلند کرے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ امتہ الرشید صاحبہ بیگم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب بٹالوی (وفات یافتہ) مقیم لاہور سابق ایکسرے سپیشلسٹ میو ہسپتال (معالج خاص حضرت امام جماعت الثانی و حضرت مرزا بشیر احمد صاحب) بعمر 87 سال 11- ستمبر 1997ء کو سوا سات بجے وفات پا گئی ہیں۔ آپ موصیہ تھیں اور جمعہ کے بعد 12- ستمبر کو بیت الاقصیٰ میں مولانا سلطان محمود انور صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم مولانا منیر الدین احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ موصوفہ ڈاکٹر ابراہیم صاحب آف بٹالہ کی بیٹی تھیں جو رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تھے۔ جبکہ شیخ محمد عبدالرشید صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کی بہو تھیں۔

احباب کرام دعا کریں کہ موصوفہ کے درجات خدا تعالیٰ بلند فرمائے اور انہیں غریق رحمت کرے۔ اور سوگواران کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

درخواست دعا

○ عزیز گوہر احمد بعمر 2 سال ابن مکرم انور طاہر صاحب مربی سلسلہ گگو منڈی ضلع وہاڑی ٹانگ کے فریکچر کی وجہ سے بیمار ہے ٹانگ پر پلستر چڑھا ہوا ہے جو دو ہفتہ بعد اترنا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز کو کامل صحت و تندرستی عطا کرے اور پیچیدگیوں سے مکمل طور پر بچائے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

29 تبوک 1376 ہش 29 ستمبر 1997ء

گھریلو ناراضگیوں پر حضرت امام جماعت کی تنبیہ!!

گزشتہ جمعہ یعنی 26 ستمبر کو حضرت صاحب کا لائیو خطبہ' حضرت صاحب کے سفر میں ہونے کی وجہ سے ٹیلی کاسٹ نہیں ہوا۔ 27 جون 1997ء کا وہ خطبہ دوبارہ دکھایا گیا جو حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے افتتاح کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا۔ آئمہ جماعت کے خطبات وارشادات آفاقی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ عموماً ان میں ایسی نصائح اور عملی زندگی کی رہنمائی ملتی ہے جو ہمیشہ کے لئے کار آمد ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ خطبہ بھی ایسی اہمیت کا حامل ہے کہ اس کو بار بار سامنے لاکر اس سے رہنمائی حاصل کی جانی چاہئے۔

حضرت صاحب نے اس میں ہر احمدی کو اس کے نفس کے شیطان سے باخبر رہنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اور یہ بات فرمائی ہے کہ "میں آپ کو ایسی بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو روزمرہ ہم کہتے ہیں اور کوتے نہیں۔ اور یہ عمل یعنی یہ فعل کہ انسان کہے اور کرے نہ' یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی ناپسندیدہ باتوں میں سے ہے۔"

حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ بیرونی شیطان کو انسان پہچان بھی لیتا ہے اور اسے دھتکار بھی دیتا ہے لیکن عام آدمی اندرونی شیطان سے بے پرواہ رہتا ہے۔ اور سب سے زیادہ اہمیت انسان کے اندر کے شیطان کی ہے۔ یہ شیطان ہر انسان کی روزمرہ زندگی میں سر اٹھاتا رہتا ہے۔ اور ایک دن میں کئی بار انسان اس شیطان کا آلہ کار بن کر ایسے کام کرتا رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتے ہیں۔ مگر اکثر انسان ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان سے پوچھا جائے یا ان کو توجہ دلائی جائے تو وہ فوری طور پر اس سے انکار کر دیتے ہیں اور یوں معصوم بنتے ہیں کہ ان کا تو کوئی قصور ہی نہیں۔

یہ جو رویّہ ہے یہ لازمی طور پر جھوٹ پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ اندرونی شیطان کو نہ پہچاننے کی صورت میں ہوتا ہے۔ حضرت صاحب نے اپنے خطبہ میں عام زندگی اور گھریلو زندگی کی کئی ایسی مثالیں بیان فرمائی ہیں فرمایا۔

"اگر گھر کا کوئی جھگڑا ہے' بیوی نے کوئی زیادتی کی ہے تو وہ انہیں صاف دکھائی دے گی۔ بلکہ نہ بھی کی ہو تو دکھائی دے گی۔ اور رشتے داروں نے کوئی زیادتی کی ہو' کسی شادی بیاہ کے موقع پر یا غمی کے موقع پر وہ حق ادا نہ کیا ہو جو سمجھتے ہیں انہیں کرنا چاہئے تو بعض اس پر سالہا سال تک جھگڑا چلاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جن کے متعلق اطلاع ملتی ہے اور آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ بھائی نے بہن سے بات نہیں کی کیونکہ ایسے موقع پر اس نے سمجھا کہ بہن کو میری طرف داری کرنی چاہئے تھی اور سالوں اس سے بات نہیں کی۔"

حضرت صاحب نے جس مسئلے کی طرف متوجہ کیا ہے وہ ہمارے معاشرے کے کئی گھروں کا مسئلہ ہے۔ ذرا سی کسی بات پر ناراضگی ہوتی ہے' کوئی اختلاف رائے ہوتا ہے' کسی بات پر تلخی ہوتی ہے اور بس بول چال بند۔ اور جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کئی کئی سال تک بات بھی نہیں ہوتی۔ یہ ہمارے معاشرے کا وہ قصہ ہے جو ہر دوسرے تیسرے گھر میں نظر آتا ہے۔ اور معلوم کیا جائے تو اتنی معمولی اور حقیر بات نظر آتی ہے کہ ہر سننے والا حیران رہ جاتا ہے کہ اچھا اتنی معمولی بات پر ناراضگی شروع ہوئی ہے جو کئی سال گزر گئے اور ختم ہونے میں نہیں آرہی۔

حضرت بانی سلسلہ نے اسی بارے میں فرمایا ہے کہ دوسرے کے قصور جلد معاف کرو۔ اور فرمایا ہے کہ صلح میں جلدی کرو۔ ہمارے احمدی ایسی باتوں کو پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں اور جب ان پر عمل کیا جائے تو ایسے ایسے نکتے نکالتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ایسے ہی ایک صاحب کو جب یہ تحریک کی گئی کہ اب مخالف رشتہ دار کا قصور معاف کر دو۔ کیونکہ دوسرا فریق صلح پر آمادہ تھا۔ اور ان صاحب کو حضرت بانی سلسلہ کے ارشادات بھی سنائے گئے تو انہوں نے کہا کہ ہاں بالکل ٹھیک ہے ہم دوسرے فریق کو معاف کرتے ہیں۔ مگر اس کا طریق یہ ہوگا کہ پہلے ہم ان کو سامنے بٹھا کر ان کی ایک ایک بات کو دوہرائیں گے۔ ان کا ایک ایک قصور انہیں بتلائیں گے۔ انہیں کھری کھری سنائیں گے اور اس کے بعد کہیں گے کہ ہاں اب ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ اس بات کو سن کر کسی نے تبصرہ کیا کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پہلے مخالف فریق کو سامنے بیٹھا کر سو جوتیاں ماریں گے' پھر کہیں گے جاؤ! ہم نے تمہیں معاف کیا۔ کیا معافی اس طرح ہوتی ہے۔!!

درحقیقت دوسرے کو معافی دینا ایک قربانی چاہتا ہے اپنے جذبات کی اور نفس کی قربانی۔ اپنے اندرونی شیطان کو مارنے کے بعد ہی ہم کسی کو معاف کرسکتے ہیں۔ اپنے دل کا غبار نکالنے کے بعد جو معافی دی جاتی ہے وہ دوسرے کا دل کبھی نہیں جیت سکتی وہ تو مزید گہرے زخم لگانے والی بات ہو جاتی ہے۔

چھوٹے چھوٹے جھگڑوں پر ناراضگیاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی بری بات ہے اس کا اظہار حضرت صاحب نے جس طرح فرمایا ہے اس کو سن کر ہر احمدی پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحب نے اسی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے جو اپنی بہن سے سالہا سال ناراض رہے فرمایا۔

"ملاقات میں میں نے اس کو بتادیا کہ آج کے بعد تمہاری یہ شکایت ملی تو پھر میں بھی تم سے اسی طرح سالوں بات نہیں کروں گا۔ تمہارا اگر بہن سے تعلق ٹوٹا ہے تو مجھ سے بھی ٹوٹ گیا۔ کیونکہ خدا سے ٹوٹ گیا۔"

حضرت صاحب کا یہ پر اثر خطبہ 23 ستمبر 1997ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ جملہ احباب وخواتین اس کو بار بار پڑھیں اور اس پر عمل کا عہد کریں۔

ضروری تصحیح

روزنامہ الفضل 26 ستمبر کے اداریہ میں درس کلام الٰہی کے بارے میں شائع ہوا ہے کہ یہ درس ہفتہ میں سوموار اور منگل کے دن آتا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ درس کلام الٰہی ہر منگل اور بدھ کو پاکستان کے وقت کے مطابق شام سات سے آٹھ بجے ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے۔ احباب اس کی تصحیح فرمالیں اور ہر منگل اور بدھ کو اس روحانی مائدہ سے استفادہ کرنے میں سبقت حاصل کریں۔ (ادارہ)

ذرّوں میں نظر آئیں نہ تارے تو نظر کیا
منزل نہ ہو افلاک' تو پھر ذوقِ سفر کیا
محتاج ہیں جو چاند کے' تاریکیٔ شب میں
آنکھوں میں نہیں ان کے کوئی برق و شرر کیا
ہونٹوں پہ جو بات آئے وہ ہو جاتی ہے پوری
تھا پہلے بھی اتنا ہی دعاؤں میں اثر کیا

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد شاہد

میرے محسن مربی و قابل صد احترام اساتذہ کرام

انسانی زندگی میں کتنی ہی یادیں پنہاں ہوتی ہیں۔ اور اگر یہ یادیں حسین بھی ہوں تو اور بھی ارفع اور اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ یہی کیفیت میرے ماضی کے ان روشن چراغوں کی ہے۔ جو مجھے سدا چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

میں آج بھی اپنی ان شفیق ہستیوں کی یاد میں کھو جاتا ہوں۔ جو میرے بچپن میں مختلف طریق پر میری تربیت کرنے میں ممد ثابت ہوئے اور بے اختیار میرے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعائیں ان پر نثار ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ وہ ہستیاں آج اس دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن دل چاہتا ہے کہ میں ان سب کا مختصراً ذکر خیر کر کے احباب جماعت سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی تحریک کروں۔

وہ بزرگ ہستیاں جو میرے لئے بیحد واجب الاحترام تھیں ان کی شفقتوں اور محبتوں کے نقوش میرے دل و دماغ میں کچھ اس طرح کندہ ہو چکے ہیں کہ وہ مٹائے نہ مٹ سکیں گے۔ ان کی تربیتوں کا ایک عجیب رنگ تھا۔ انہوں نے کس پیار سے ہمارے دلوں میں احمدیت کو راسخ کرنے کی کوششیں کیں۔ ان کا تذکرہ کرنے کے لئے وہ سنہری الفاظ کہاں سے تلاش کروں اور ان جذبات کا اظہار کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے وہ انمول موتی تھے جو ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو گئے۔ تو بے اختیار اپنے ان بزرگوں اور محسنوں کے لئے دلی دعاؤں کے سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ وہ رنگین اور حسین گلدستے تھے جن کی خوشبوؤں اور یادسے اب بھی دل و دماغ معطر ہو جاتے ہیں۔

سب سے پہلی تربیت گاہ ایک بچہ کے لئے اس کا اپنا گھریلو ماحول ہوتا ہے۔ جہاں سے وہ اپنا قدم اٹھانا سیکھتا ہے۔ اور بلندیوں پر چڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہیں سے اس کی منزل کا آغاز ہوتا ہے۔ میں اپنے والدین کے دس بچوں میں سے صرف ایک زندہ سلامت بچ جانے والا اکلوتا بیٹا تھا میرے پیارے دادا جان بزرگوارم نے (جن کا نام حضرت میاں عبدالحکیم صاحب تھا) میری تربیت کا آغاز کلام الٰہی ناظرہ پڑھانے سے کیا تھا جو کہ میں نے بہت ہی چھوٹی عمر میں پڑھ لیا تھا تو وہ بے انتہا خوش ہوئے تھے۔ اور یہ تھی میری پہلی تربیتی سٹیج۔

گھر کی چار دیواری کے بعد جب مجھے باہر کے ماحول سے واسطہ پڑا۔ تو وہ تھے ہمارے محلہ کے ایک بزرگ حضرت سید صادق علی شاہ صاحب :- یہ بزرگ ہمارے محلہ دارالعلوم (قادیان) کے اطفال الاحمدیہ کے مربی تھے۔ ان کی تربیت کرنے کا انداز بڑا انوکھا اور نرالا تھا۔ وہ خود گھر گھر جا کر بڑے پیار سے ہمیں اکٹھا کرتے اور محلہ کی "بیت نور" میں لے جا کر باجماعت عبادت کا پابند کرتے۔ عبادت باجماعت کی عادت ڈالنے کے لئے انہوں نے بڑا پیارا طریقہ اختیار کیا۔ آپ نے سارے محلہ کے اطفال کو "بیت" میں اکٹھا کر کے اعلان کیا کہ جو بچہ سات دن باقاعدہ باجماعت "بیت" میں آکر عبادت ادا کرے گا۔ میں اس کو یہ فلاں انعام دوں گا۔ چنانچہ انعام کے شوق کی وجہ سے تمام اطفال میں مقابلہ شروع ہو گیا۔ سات دن پورے گذر گئے تو خاکسار بھی چند اور اطفال کے ساتھ انعام کا حق دار ٹھہرا۔ اس کے بعد مکرم و محترم مربی صاحب نے پھر اعلان کیا کہ جو طفل اب چالیس دن باقاعدہ "بیت" میں آکر عبادت ادا کرے گا۔ تو وہ فلاں بڑے انعام کا مستحق ہو گا۔ بچوں میں شوق پیدا کرنے کے لئے وہ انعام کے متعلق پہلے بتا دیا کرتے تھے۔ لہٰذا پھر تمام بچوں نے بڑے التزام سے اپنی اپنی عبادت کو پورے اشتیاق سے ادا کرنے کی سعی کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے سے زیادہ اطفال اس انعام کے حق دار پائے گئے۔ جب چالیس روز باقاعدہ عبادت کرنے کا موقعہ ملا تو اس سے قدرتی طور پر عبادت کی عادت پڑ گئی۔ پھر کسی کو یہ کہنے کے ضرورت پیش نہ آئی کہ عبادت کے لئے "بیت" میں آؤ۔

ان کی راہنمائی میں ہمیں بچپن ہی میں وہ تمام دعائیں یاد کروا دی گئیں۔ جو اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں حفظ ہیں۔ آج بھی جب ان کی یاد آتی ہے تو بے اختیار اس مہربان بزرگ ہستی کی مغفرت کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ آپ یو۔پی کے کسی علاقہ کے رہنے والے تھے اور گورنمنٹ کی ایک اچھی پوسٹ سے ریٹائرڈ ہو کر قادیان آکر آباد ہو گئے تھے۔

اب میں اپنے ان شفیق اساتذہ کرام کی یاد میں ان کے گراں بہا احسانوں کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ استاد اور شاگرد کے رشتوں میں اس طرح پروئے گئے تھے جیسے یک جان دو قالب کے مصداق ہوں۔ میرے سب سے پہلے استاد مکرم ماسٹر بشیر احمد صاحب وینس تھے یہ ہماری دوسری کلاس کے استاد تھے۔ پہلے استاد اس لئے کہ میں نے دوسری کلاس میں داخلہ لیا تھا۔ پہلی کلاس کا کورس گھر پر پڑھ کر باقاعدہ سکول دوسری کلاس میں جا کر اپنی تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ آپ سے ہم نے اپنی تعلیم کیساتھ ساتھ کئی اخلاقی اور اصلاحی سبق بھی حاصل کئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک روز آپ نے کلاس روم میں مجھے پانی پلانے کا ارشاد فرمایا۔ میں پانی کا گلاس لے کر آیا میں نے اپنی طرف سے بڑے ادب سے گلاس کو اوپر سے پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے وہ گلاس میرے ہاتھ سے پکڑا اور بڑے پیار سے سمجھایا کہ بیٹے گلاس کو یوں نہیں بلکہ اس طرح پکڑا کرتے ہیں اور خود گلاس پکڑ کر بتایا کہ درمیان سے پکڑتے ہیں۔ اور ان کی یہ نصیحت میرے دل پر یوں نقش کر گئی کہ آج تک وہ الفاظ میرے کانوں میں سنائی دے رہے ہیں۔ پھر ایک اور بات۔ اتنی چھوٹی عمر میں کسی بچے کو گھڑی پر ٹائم دیکھنا کم ہی آتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے تمام سٹوڈنٹس کو باری باری اپنے پاس بلوا کر اپنی گھڑی پر ٹائم دیکھنا سکھلایا۔ یہ معمولی معمولی باتیں جو زندگی میں کام آتی ہیں۔ آپ بڑے خوش پوشاک تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے قدرتی طور پر یہ صفت اپنے انہی استاد محترم سے اپنانے کے کوششیں کی تھی۔

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب:- آپ کے متعلق کیا لکھوں آپ تو سراپا محبتوں کا مجسمہ تھے۔ آپ کے کس کس کردار پر اپنی قلم کا رخ موڑوں۔ آپ کی نیکی۔ سیرت۔ صورت اور نفاست پسندی الغرض کس کو اولیت اور فوقیت دوں۔ میری سوچ سے بہت بالا ہے۔ یا پھر دینی یا دنیاوی علوم کا تذکرہ کروں۔ آپ کی ذات تو خوبیوں سے بھری پڑی تھی۔ میں کہاں بساط رکھتا ہوں کہ آپ کی ذات گرامی پر لکھنے کے لئے سنہری حروف کا چناؤ کرپاؤں۔

آپ حافظ کلام الٰہی تھے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی۔ آپ زیادہ عرصہ افریقہ میں محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے۔ ملک کی پارٹیشن سے کچھ ہی عرصہ قبل آپ قادیان تشریف لائے تو پیارے آقا حضرت امام جماعت الثانی کی دوربین نگاہوں نے آپ کی اعلیٰ تعلیمی اور تربیتی قابلیت کے پیش نظر آپ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا۔ آپ نے سکول کا چارج سنبھالتے سارے سکول کا نقشہ بدل دیا۔ اور تعلیم کے لحاظ سے ہمارے سکول کو ضلع بھر کے تمام سکولوں میں سب سے اونچے معیار پر پہنچا دیا۔ سٹوڈنٹس کے اخلاقی معیار کو بھی بہت بلند کر دیا۔ ہفتہ وار تربیتی اجلاس کا سلسلہ شروع کیا۔ اسی طرح ہر ماہ پر کلاس کے ٹسٹ ہوتے اور پھر ہر سٹوڈنٹ کا رزلٹ باقاعدگی سے اس کے گھر بھجوایا جاتا۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ والدین کو اپنے اپنے بچوں کے تعلیمی معیار سے پوری آگاہی ہوتی رہتی۔ علاوہ ازیں اگر کوئی سٹوڈنٹ سالانہ امتحان نہ دے سکتا کسی مجبوری کی وجہ سے تو اس کے ان ماہوار رزلٹ کو دیکھ کر اسے پاس کر دیتے۔ علاوہ ازیں آپ نے سکول کے اردگرد زیبائش میں بھی خاصی دلچسپی لے کر اسے خوبصورت بنا دیا تھا۔ آپ نے کوہ ہمالیہ کا ایک ماڈل پتھروں کی شکل میں بنوایا جو اپنی خوبصورتی کی آپ مثال تھی۔ جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے یہ ساری محنت اور کاوش ہمارے سکول کے ایک ممتاز استاد مکرم چوہدری عبدالرحمان صاحب کی مرہون منت تھی۔ جو قابل دید تھی اسی طرح ہمارے سکول کے اور بھی کئی بزرگ اور قابل احترام استاد تھے جنہوں نے اپنے اپنے رنگ میں طلباء کے تربیتی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ وہ قابل صد احترام استاد یہ تھے۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب، حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب، حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب اور مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب جمونی (خدا تعالیٰ ان کی عمر عزیز میں بے پایاں برکت دے)

آخر میں ان بزرگ اور محسن اساتذہ کرام کے لئے ایک مرتبہ پھر احباب جماعت کی خدمت میں ان کے بلند تر درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ وہ ہمارے لئے روشن ستارے تھے۔ خدا کرے کہ وہ اپنی یادوں کے طفیل سدا چمکتے رہیں۔

حضرت ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی:- یہ ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے درویش صفت، عالم باعمل بزرگ استاد تھے۔ نہایت سادہ طبیعت کے مالک۔ زبان میں شیرینی۔ انتہائی شفقت سے پڑھانے والے استاد تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے ساتویں کلاس میں تھا اور یہ ہماری کلاس کے ٹیچر انچارج تھے۔ میں اپنی کلاس میں کافی کمزور تھا اور پھر اتفاق سے سالانہ امتحان کے موقعہ پر بیمار ہو گیا۔ اس لئے کچھ امتحان دیا اور کچھ نہ دیا۔ لہٰذا مجھے ساتویں کلاس میں دو سال لگانے پڑے۔

نئی کلاسز کا آغاز ہوا تو آپ نے مجھے کلاس میں مانیٹر بنا دیا۔ میں پریشان ہوا۔ والد صاحب کو بتایا۔ وہ بھی حیران ہوئے کہ مکرم رحمانی صاحب نے یہ کیا کر دیا ہے۔ ایک طرف صحت کمزور ہے اور دوسرے تعلیمی لحاظ سے اچھا نہیں ہوں۔ چنانچہ میرے والد محترم۔ مکرم رحمانی صاحب سے جا کر ملے کہ آپ نے یہ کیا کر دیا ہے۔ اس پر ایک اور بوجھ ڈال دیا ہے۔ مگر آپ کی دوربین نگاہ نے میرے متعلق کچھ اور گمان کر رکھا تھا۔ آپ نے میرے والد محترم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "چوہدری صاحب" آپ فکر نہ کریں۔ میں نے جو کیا ہے وہ درست ہے۔ اور میں بیٹے پر کسی قسم کا بوجھ نہیں پڑنے دوں گا۔ اور یہی کلاس کا مانیٹر رہے گا۔ اس پر میرے والد محترم خاموش ہو گئے۔ اور میں نے بھی بادل نخواستہ آپ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر لیا۔ لیکن دل ہی دل میں پریشان رہنے لگا مگر یہ احساس میرے ضمیر کو جھنجوڑتا رہا۔ آخر ایک سال کا عرصہ گذر گیا۔ سالانہ امتحان ہوا۔ تو یہ ناچیز کلاس میں اول رہا۔ میرے محسن اور بزرگوارم استاد جن کی بدولت اور محنت سے میں نے یہ مقام حاصل کیا وہ اپنی شفقت کا کس طرح اظہار کرتے ہیں۔ مبارک باد دینے کی غرض سے مٹھائی لے کر خود میرے والد محترم کے پاس ہماری دوکان پر تشریف لے آتے ہیں۔ مبارک باد دیتے ہوئے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے۔ میرے ابا جان نے آپ کی محبت اور لگن سے پڑھانے پر آپ کا دلی شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی عرض کیا کہ مکرم رحمانی صاحب۔ مٹھائی تو مجھے پیش کرنی چاہئے تھی۔ نہ کہ آپ کو۔ اس پر وہ استاد محترم فرمانے لگے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میری "لاج" رکھ لی ہے۔ میں نے اس بچہ پر جو امید رکھی تھی اور سال بھر جن لائنوں پر چلانے کی کوششیں کی تھیں۔ اس پر یہ پورا اترا ہے اور رزلٹ آپ کے سامنے ہے۔ لہٰذا میرا حق مقدم ہے آہ کیا شان تھی ان کی کیا ان کی شفقتوں کے نقوش کبھی دل سے مٹ سکیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ نثار احمد- لاہور

ایک چھٹی جو کینسل ہو گئی

محترم ایڈیٹر صاحب کی خواہش پر کہ احباب الفضل کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں خاکسار آج سے 33 برس قبل کے ایک کرکٹ میچ کا دلچسپ حال تحریر کر رہا ہے جس کی یادیں آج بھی ذہن میں باقی ہیں۔

غالباً 64-1963ء کا ذکر ہے کہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ ان دنوں سپورٹس میں باسکٹ بال اور کشتی رانی کے لئے بہت نمایاں تھا اور امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خود ان کھیلوں کی خاص نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن کرکٹ کے لئے خاص سرگرمی نہیں تھی گو کرکٹ کا سامان تو کالج انتظامیہ نے مہیا کر رکھا تھا لیکن نہ تو کوئی باقاعدہ ٹیم تھی اور نہ ہی کبھی کسی ٹورنامنٹ میں حصہ لیا گیا تھا اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ ربوہ میں کرکٹ کے کھیل میں دلچسپی لینا شروع کی ان میں نمایاں محمود احمد صاحب تھے جو کہ نواب محمد احمد خان کے صاحبزادے ہیں اور آج کل P.I.A میں پائیلٹ ہیں اور جنہیں سب دوست پیار سے اودی کہتے تھے اوپننگ بیٹسمین اور وکٹ کیپر تھے۔ اس کے علاوہ طارق زیدی صاحب جو کہ ڈاکٹر کاظمی صاحب کے نواسے تھے اور آج کل کالٹیکس کمپنی میں مینجر ہیں وہ فاسٹ باؤلر تھے اس طرح مبشر احمد تھے جو ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے پوتے تھے اور بعد میں پاک نیوی میں چلے گئے وہ بھی فاسٹ باؤلر اور بیٹسمین بھی اچھے تھے۔ اس طرح مبارک احمد جو کہ چھکے لگانے میں مشہور تھے اور بہت عمدہ فیلڈر تھے۔ اس طرح ایک دوست نجمی صاحب تھے جو غالباً SLOW لیکن سپنر تھے جو بعد میں پاک فوج میں چلے گئے اور خاکسار جو کہ کالج جانے سے پہلے لاہور میں سنٹرل ماڈل سکول کی کرکٹ ٹیم کے ساتھ نیٹ پریکٹس کیا کرتا تھا۔ اس زمانے میں سکول کی ٹیم میں پرویز سجاد صاحب + شفقت رانا صاحب اور وقار احمد صاحب شامل تھے تینوں دوست بعد میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم میں شامل ہوئے اور اپنے شاندار کھیل سے خوب شہرت حاصل کی خاکسار لیگ سپن اور اوپننگ بیٹسمین تھا اور کالج جانے سے پہلے لاہور میں وزیر اعلیٰ کرکٹ لیگ کے ٹورنامنٹ میں بھی کبھی کبھار حصہ لیتا تھا۔ کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج میں نیٹ پریکٹس کر کے ہمیں یہ شوق چرایا کہ کالجز کے ٹورنامنٹ میں حصہ لینا چاہئے بالآخر ہماری مراد بر آئی اور غالباً پہلی دفعہ ٹی آئی کالج کی ٹیم ٹورنامنٹ میں شامل ہوئی۔ ہمارا پہلا میچ چنیوٹ کے کالج کے ساتھ چنیوٹ میں ہوا اور ہماری ٹیم نے اس میں کامیابی حاصل کی اور دوسرا میچ گورنمنٹ کالج میانوالی سے ہوا جو کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا کی گراؤنڈ میں کھیلا گیا جس میں ہماری ٹیم نے نہایت شاندار کامیابی حاصل کی اور غالباً مبارک احمد صاحب نے ڈبل سینچری اور طارق زیدی اور خاکسار نے سینچری بنائی خاکسار کو اچھی طرح یاد ہے کہ اس میچ میں میانوالی کی ٹیم کے چند کھلاڑیوں نے دوران میچ کہا کہ خدا کے لئے ہماری جان چھوڑو۔ اس میچ میں ہماری ٹیم نے 500 سے زیادہ رنز بنائے اور روزنامہ الفضل نے اس کامیابی کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ ہمارا تیسرا اور اہم میچ گورنمنٹ کالج جھنگ کے ساتھ تھا جس کا ذکر خصوصی طور پر اس مضمون کا محرک بنا یہ ہمارا سیمی فائنل میچ تھا اور ہمارا اصل ٹیسٹ بھی۔ جھنگ کی ٹیم اس وقت بہت اچھی ٹیموں میں شمار ہوتی تھی اور ان کے کالج کے پاس خوبصورت کرکٹ گراؤنڈ بھی تھی اور وہ باقاعدگی کے ساتھ ہر سال ٹورنامنٹ میں حصہ لیا کرتے تھے۔ ہماری ٹیم جب جھنگ پہلے دن گراؤنڈ میں اتری تو نہ صرف پورے جھنگ کالج کے طلباء میچ دیکھنے کے لئے آئے بلکہ وہاں کے لوگوں کی بھی ایک کثیر تعداد جمع ہو گئی۔ اتنے زیادہ ہجوم کے سامنے ہمارے میچ کھیلنے کا پہلا اتفاق تھا۔ اس لئے ہم سہمے ہوئے تھے نیز تماشائیوں کی بلند آوازوں اور فقرے بازی اور پورا سٹیڈیم یک زبان ہو کر ہمارے خلاف نعرے لگاتا اور ہم گیارہ کھلاڑی بے بسی سے ان کی طرف دیکھتے۔

لنچ اور چائے کے وقفے کے دوران ہماری ٹیم کے مینجر پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب ہمیں تسلی دینے کے لئے غالباً واحد آدمی تھے۔ اس میچ کے ایمپائر مشہور زمانہ امان اللہ صاحب اور اسلم کھوکھر صاحب تھے جو کہ بے شمار ٹیسٹ میچوں میں پاکستان کے لئے ایمپائرنگ کے فرض ادا کرتے رہے ہیں۔ یہ میچ 5 روز کا تھا۔ پہلی اننگز میں تو ہماری ٹیم کوئی قابل ذکر کھیل نہ پیش نہ کر سکی اور جھنگ کی ٹیم نے لیڈ حاصل کر لی اس لیڈ کی وجہ سے تماشائیوں کا جوش و خروش اور زیادہ بڑھ گیا اور سٹیڈیم میں ہمارے خلاف نعرے بازی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ میچ کے تیسرے دن شام کے وقت ہم چائے پی رہے تھے تو ٹیسٹ ایمپائر اسلم کھوکھر صاحب جو کرکٹ کے بہت نمایاں کوچ بھی تھے مجھے ملے اور کہا کہ تمہارا گیند تو بہت اچھا ٹرن لیتا ہے لیکن تم سلپ میں اور Long Off پر کیچ کے لئے اچھے فیلڈر رکھا کرو۔ میچ کے چوتھے دن ہمارے کیپٹن میاں محمود احمد اور خاکسار نے دوسری اننگز کا آغاز کیا تو ہم نے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ میاں محمد احمد جارحانہ کھیلیں گے اور خاکسار کو یہ ہدایت ملی کہ تم نے مکمل دفاعی کھیل کھیلنا ہے اور آؤٹ نہیں ہونا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور کیپٹن میاں محمود احمد نے انتہائی شاندار اور جارحانہ اننگز کھیلی اور وکٹ کے چاروں طرف بھرپور سٹروک لگائے۔ ہر اوور کے بعد وہ میرے پاس آتے اور کہتے کہ نثار سنبھل کر کھیلنا اور آؤٹ نہیں ہونا۔ ہم دونوں نے ٹیم کو بہت اچھی بنیاد فراہم کی اور سکور 100 رنز کے قریب لے گئے لیکن بعد میں ہماری مڈل آرڈر بیٹنگ کچھ زیادہ اضافہ نہ کر سکی اور چوتھے دن کے اختتام پر ہماری ساری ٹیم آؤٹ ہو گئی۔ چونکہ جھنگ کالج کی ٹیم کو پہلی اننگز کی لیڈ بھی حاصل تھی اس لئے انہیں میچ جیتنے کے لئے غالباً 150 یا 200 سے بھی کم کا ٹارگٹ ملا تھا اور ہر آدمی کا یہ خیال تھا کہ وہ یہ میچ آسانی سے جیت جائیں گے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس رات ہماری ٹیم کے کسی کھلاڑی نے رات کا کھانا نہ کھایا۔ جب میچ کے پانچویں دن اور آخری دن ہم گراؤنڈ میں پہنچے تو ایسا لگا کہ شاید پورا جھنگ شہر امڈ آیا ہو۔ انتہائی شور اور نعروں اور ڈھول بجاتے تماشائی اپنی ٹیم کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ میچ شروع ہوا تو غالباً لنچ کے وقفے تک ہم جھنگ کی ٹیم کا بمشکل ایک آدھ کھلاڑی آؤٹ کر سکے اور وہ فتح کے اور قریب ہوتے گئے۔ ہمارے کیپٹن محمود احمد سپن باؤلنگ میں بھی مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔ اور میری گزشتہ میچوں میں پرفارمنس بھی خاصی اچھی تھی لیکن بدقسمتی سے میں جھنگ کے ایک ایسے بیٹسمین کے ہتھے چڑھ گیا جو میرا گیند سپن ہونے سے پہلے ہی بڑھ کر جارحانہ سٹروک کھیل دیتا اور ہر سٹروک پر تماشائی شور سے آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ آہستہ آہستہ گورنمنٹ کالج جھنگ فتح کے اور قریب آتا جا رہا تھا۔ چائے کے وقفے کے دوران جھنگ کالج کے طلباء نے خوشی سے نعرے لگانے شروع کئے پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ طلباء کو بے حد اصرار پر کالج کی انتظامیہ نے میچ جیتنے کی صورت میں اگلے دن چھٹی کا وعدہ کر لیا تھا۔

چائے کے وقفے کے بعد جب میچ دوبارہ شروع ہوا تو ہمارے کیپٹن محمود نے فاسٹ باؤلر طارق زیدی کو باؤلنگ کے لئے بلایا۔ فاسٹ باؤلر عام طور پر ویسے بھی غصیلے ہوتے ہیں اور طارق یوں بھی ہجوم کے شور شرابے سے تنگ آیا ہوا تھا۔ اس نے معمول سے زیادہ سٹارٹ لیا اور اپنے کرکٹ کیریئر کی شاندار باؤلنگ کروائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جھنگ کی ٹیم کی وکٹیں اڑنے لگیں اور میچ کا نقشہ بدلنا شروع ہو گیا ہمارے بعض فیلڈروں نے بہت اچھے کیچ بھی لئے۔ مبشر اور مبارک نے بھی عمدہ باؤلنگ کی۔ اسی دوران ایک عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا وہ تماشائی جنہوں نے چند لمحے پہلے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا یک بیک خاموش ہو گئے حتیٰ کہ وہ موقع آ گیا جب جھنگ کا آخری کھلاڑی کھیلنے کے لئے میدان میں اترا اور صرف 2 ' 4 رنز جیتنے کے لئے انہیں درکار تھے گراؤنڈ میں مکمل خاموشی طاری تھی اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ میچ کسی قبرستان میں ہو رہا ہے۔ ہمارے دل کی دھڑکنیں تیز تھیں میچ کا کچھ بھی نتیجہ نکل سکتا تھا ماتھے پر پسینے بہہ رہے تھے ہونٹ خشک تھے۔ ایسے میں طارق نے ایک تیز بال پھینکا لیکن بیٹسمین نے آگے بڑھ کر انتہائی اونچی ہٹ لگائی۔ گیند آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ فتح یا شکست اس گیند پر نظر آ رہی تھی تماشائیوں نے شور بلند کیا۔ چند سیکنڈ کے اندر فیصلہ ہونا تھا چوکے یا چھکے کی صورت میں جھنگ کی ٹیم کی جیت تھی۔ کیچ کی صورت میں ہماری فتح تھی۔ اتنے میں ہم نے دیکھا کہ مبارک احمد جو Long on پر باؤنڈری پر فیلڈ کر رہا تھا آہستہ آہستہ گیند کے نیچے آ رہا تھا ہماری پوری ٹیم اور تماشائیوں کی نگاہیں مبارک پر تھیں چند سیکنڈ میں ہمارے دلوں کا عجیب حال تھا۔ ہونٹوں پر ایک خاموش التجا تھی "کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا" والی کیفیت تھی۔ گیند نیچے آ رہی تھی۔ فتح یا شکست کے درمیان اکیلا مبارک احمد تھا آخر کار مبارک احمد ہمارے لئے بہت ہی مبارک ثابت ہوا اور اس نے شاندار کیچ لے کر ہمیں فتح دلائی۔ ہماری ساری ٹیم مبارک کے گرد اکٹھی تھی۔ خوشیوں کے ان لمحات کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک نہایت ناتجربہ کار ٹیم نے جس کے آدھے سے زیادہ کھلاڑی پہلی بار کوئی میچ کھیل رہے تھے انہوں نے غیر ممکن کو ممکن میں بدل ڈالا تھا۔ جب ہم گراؤنڈ سے باہر آ رہے تھے تو اداس تماشائی واپس جا رہے تھے۔ ایک طالب علم سے ہم نے پوچھا آپ کی کل کی چھٹی کا کیا بنا تو بہت آہستہ سے اس نے کہا "چھٹی کینسل ہو گئی ہے"

آپ کا خط ملا

مکرم صداقت احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نن سپٹ ہالینڈ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم و محترم نسیم سیفی صاحب

امید ہے کہ آنمکرم بخیریت ہوں گے اللہ تعالیٰ آپ کی صحت، عمر اور کام میں برکت ڈالے (آمین) آپ جس طرح الفضل اخبار کو عمدگی سے چلا رہے ہیں وہ قابل داد ہے اور بجا طور پر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

میں جب پاکستان تھا تو اکثر سوچا کرتا تھا کہ الفضل کے آخری صفحہ پر جو خبروں کا خلاصہ ہوتا ہے اس کی کیا حکمت ہے اور پھر جو حکمت سمجھ میں آتی وہ یہی کہ شائد یہ ان احمدیوں کے لئے ہے جن کو ملک کے اندر رہتے ہوئے اخبارات میسر نہیں یا پھر پڑھنے کی عادت نہیں۔ ان لوگوں کو حالات حاضرہ سے باخبر رکھنے کے لئے خبروں کا خلاصہ پیش کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس حکمت کا ایک بہت اہم پہلو نظروں سے اوجھل رہا اور وہ بیرون ملک احمدیوں کی کثیر تعداد کو ملکی حالات سے باخبر رکھنا ہے۔ میں پانچ ماہ قبل ہالینڈ آیا اور ملکی حالات سے باخبر رہنے کا الفضل کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں اگر جنگ لندن خریدا جائے تو بہت مہنگا پڑتا ہے۔ ایسے میں الفضل کا آخری صفحہ مفید ثابت ہوتا ہے اور ہر اہم واقعہ اور خبر کا وہاں سے پتہ چل جاتا ہے۔ اخبارات کے بنڈل کا انتظار رہتا ہے۔ پہلے تو میں ہیگ رہتا تھا وہاں الفضل کی سہولت میسر تھی لیکن اب میرا تبادلہ یہاں نن سپٹ ہو گیا ہے یہاں الفضل نہیں آتی۔ اور ایسے لگتا ہے کہ دو مہینہ سے کسی ایسے جزیرہ میں رہ رہا ہوں جہاں پاکستان کے متعلق کسی قسم کی کوئی خبر نہیں مل سکتی۔ اور الفضل کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ (اب الفضل لگوا رہا ہوں) یہ تو ایک پہلو ہے ورنہ خدا کے فضل سے الفضل کے تمام صفحات دلچسپ معلوماتی اور روحانی غذا کی حیثیت رکھتے ہیں اللہ آپ کو اس عظیم خدمت پر اجر عظیم سے نوازے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آغا سیف اللہ مینیجر و پبلشر روزنامہ الفضل ربوہ

محترمہ سکینہ سیفی صاحبہ

محترمہ سکینہ سیفی صاحبہ مورخہ 24 ستمبر 1997ء کو بوقت چار بجے صبح اس دنیا فانی سے عالم جاودانی کی جانب رحلت فرما گئیں۔ ہر انسان کی وفات ہمیں یہ حقیقت باور کراتی ہے کہ ہم سب خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت اور اس کی مالکیت میں ہیں۔ اور یہ ہمارا مقدر ہے کہ بالآخر اس زندگی کے ختم ہونے پر ہمیں اپنے خالق حقیقی اور ازلی ابدی مالک کے حضور ہی واپس حاضر ہونا ہے۔

نومبر 1988ء میں الفضل کے دوبارہ اجراء پر محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ہمارے جماعتی روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

دفتری امور کے سلسلہ میں آپ کے ہاں آنا جانا شروع ہوا وقت گزرنے کے ساتھ یہ رابطہ بڑھتا گیا۔ جو اپنائیت اور ایک ذاتی تعلق کی بنیاد بنا اور آپکی محترم بیگم صاحبہ سے بھی تعارف ہوا۔ جب کبھی بھی آپ کے ہاں جانا ہوا تو موصوفہ محترمہ نے ہمیشہ دعا سے استقبال کیا اور شاذ ہی کبھی ایسا ہوا ہو گا کہ انہوں نے موسم گرما میں شربت اور موسم سرما میں چائے سے تواضع کے لئے اصرار نہ کیا۔ جب بھی مقدمات سے گلوخلاصی کے لئے دعا کے لئے آپ کی خدمت میں درخواست کرتا تو اتنی شفقت اور اخلاص سے دعائیں دیتیں کہ دل اطمینان پکڑ جاتا اور خوشی ہوتی کہ احمدیت نے ہم کو ایسی انمول نعمت سے نوازا ہے کہ تمام تفرقات سے بالاتر ہو کر ہر دکھ سکھ میں افراد جماعت ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی اور اخلاص سے دعائیں کرتے ہیں۔ اور باہم مونس و غمگسار ہیں۔

محترمہ سکینہ سیفی صاحبہ کی شخصیت میں خدا تعالیٰ نے عمدہ اقدار رکھی تھیں۔ اپنے بزرگ اور مجاہد شوہر کی خدمت گزاری اور خیر خواہی کا جذبہ ان کی نیک فطرت کا حصہ بن چکا تھا۔

جب کبھی محترم سیفی صاحب بیمار پڑتے تو باوجود خود معمر ہونے کہ ایسی تندہی اور اضطراب سے تیمارداری کرتیں کہ جو بھی دیکھتا ستائش کرتا۔ فی الحقیقت انہوں نے اپنی گھریلو زندگی کو ایک مثالی زندگی بنا رکھا تھا۔ ایسا بہت کم ہوتا کہ سماجی تقریبات میں وہ محترم سیفی صاحب کی ہمراہی میں نہ ہوں۔ جن افراد کا بھی اس گھر سے واسطہ پڑا وہ گواہی دیں گے کہ محترم سیفی صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ یگانگت اور محبت میں ایک مثالی ازدواجی جوڑا تھے۔

اپنی اولاد کی ایسی تربیت کی کہ سب ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ مہذب شائستہ اور انکساری کی حامل شخصیت میں ڈھل گئے۔

جماعت کے لئے اخلاص محبت اور قربانی آپ کا نمایاں وصف تھا۔

جب مکرم نسیم سیفی صاحب بڑھاپے کی عمر میں اپنے کمزور جسم لیکن مستعد اور مضبوط روح کے ساتھ چنیوٹ کی حوالات میں انتہائی اذیت ناک ماحول میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے تو آپ اپنے بیٹے مکرم انور اقبال سیفی کے ساتھ ذکر الٰہی کرتی ہوئی آتیں سلاخوں کے عقب میں بند اپنے میاں سے دل جوئی کی باتیں کرتیں۔ اپنے بزرگ اور مجاہد مخلص خاوند کی مانند کبھی ان کی زبان پر حرف شکایت نہیں آیا۔

نہ کبھی پولیس کو کوسا نہ کبھی اس مصیبت کے بانی مبانی کو بددعا دی۔ گفتگو کا آغاز دعا سے کرتیں سیفی صاحب سے کچھ باتیں ہوتیں اور دیگر اسیران کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد بڑے پروقار انداز میں صبر کا دامن تھامے تمام اسیران کو پرسوز دعائیں دیتی ہوئی واپس چلی جاتیں۔

الفضل کے جو کارکنان بھی ان کے ہاں جاتے ان سے بیٹوں جیسا شفقت بھرا سلوک روا رکھتیں۔ کارکنان کے اہل خانہ سے میل جول اور خوشی غمی کی تقریبات میں شامل ہونا وہ اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ صدقہ و خیرات کرنے والی عبادات کی پابند موصیہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا انجام بخیر کیا۔ احباب جماعت نے کثیر تعداد میں جنازہ میں شریک ہو کر ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی ان کی وفات مکرم سیفی صاحب کے لئے عمر کے اس حصہ میں ایک بڑا صدمہ ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں۔

کہ خداوند کریم ان کو اور ان کی اولاد کو صبر جمیل عطا کرے اور سیفی صاحب کی آئندہ زندگی خدا کے سایہ رحمت میں گزرے اور بقیہ زندگی میں انہیں خدمت احمدیت کی توفیق میسر رہے۔ موصوفہ کے ساتھ خاکسار کو ایک عقیدت تھی میں ہمیشہ ان کو آپا جی کہتا وہ بھی مشفق اور نیک خو بہن کی طرح سلوک کرتیں اور دعائیں دیتیں۔ امسال جلسہ سالانہ برطانیہ پر جانے سے قبل ان کو تندرست حالت میں چھوڑ کر گئے۔ ایک مہینہ کے بعد واپسی پر ان کی شدید علالت کی خبر سنی۔ 20۔ ستمبر کو کراچی میں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں پیشی تھی حاضری کے بعد اپنے دیگر دو ساتھیوں مکرم قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر الفضل اور مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب پبلشر ماہنامہ انصاراللہ کی معیت میں ان کی عیادت کے لئے گئے باوجود کمزوری اور نقاہت کے آپ بستر سے اٹھ بیٹھیں حسب عادت دعاؤں کے ساتھ استقبال کیا تقریباً 20 منٹ تک ہم آپ کے پاس بیٹھے رہے۔ آپا محترمہ خداوند کریم کی شکرگزاری کرتی رہیں۔ اپنے عزیزوں اور بہو بیٹیوں کے نیک سلوک کا ذکر کرتی رہیں اپنی اکلوتی بیٹی اور محترم میاں کی تیمارداری میں انتہائی انہماک کا ذکر کیا اور دعا کے لئے کہا۔ مورخہ 97-9-24 کو ان کی وفات کی خبر ملی بہت افسوس ہوا لیکن یہ اٹل قانون قدرت ہے کہ اس روئے زمین پر ہر چیز کا انجام فنا ہے۔ اور بقا صرف اللہ بزرگ و برتر کی ذات ایزدی کو

باقی صفحہ 7 پر

گریبان- منو بھائی

بشکریہ جنگ 29- اگست 1997ء

الٹے بانس بریلی کو

میرے بہت سے پڑھنے والے عالمی معیشت کی صورت حال کے بارے میں ان کالموں میں دی جانے والی بعض معلومات سے پریشان ہیں اور خاص طور پر حیران ہیں کہ امریکہ اور جاپان جیسے ترقی یافتہ صنعتی ممالک کیسے اور کیوں کر مقروض ہو گئے؟ میرے ان عزیزوں کے خیال میں قرضہ صرف غریب اور ضرورت مند لوگ لیتے ہیں۔ امیروں اور خوش حال لوگوں کو قرضہ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اصل صوت حال یہ ہے کہ غریبوں اور ضرورت مندوں کو قرضے ملتے ہی نہیں کیونکہ ان کے پاس قرضہ ادا کرنے کی کوئی گارنٹی یا یقین دہانی نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی ایسی جائیداد وغیرہ ہوتی ہے جس کو رہن رکھ کر وہ قرضے لے سکیں جبکہ امیر لوگوں کی تمام تر امارات اور خوشحالی قرضوں کی مرہون منت ہوتی ہے اور وہ اپنی امارت اور خوشحالی کی بدولت معاشرے میں ایسی پوزیشن حاصل کر لیتے ہیں کہ قرضے واپس کرنے کے سلسلے میں زیادہ دباؤ میں آنے سے محفوظ رہ سکیں یا محض سود ادا کرتے رہیں اور اصل زر کو منافع کمانے کے لئے استعمال میں رکھیں۔

خود امریکی ماہرین معیشت کا اندازہ ہے کہ اگلے سال یعنی 1998ء میں امریکہ کا واجب الادا قرضہ اس کی داخلی پیداوار G.D.P کا 98 فیصد ہو جائے گا یعنی اگر وہ یہ قرضہ ادا کر دے تو اس کے پاس داخلی پیداوار کا صرف دو فیصد رہ جائے گا جو عالمی سپر پاور کے اونٹ' ہاتھی بلکہ ڈائنا سور کے منہ میں زیرے سے بھی کم حیثیت یا مقدار کا ہو گا۔ بتایا جاتا ہے کہ 1987ء میں عالمی سٹاک ایکسچینج کے غلط اندازوں اور خوش فہمی پر مبنی قیاس آرائیوں کی وجہ سے امریکہ میں جو "کریش" ہوا تھا یعنی مالی تباہی آئی تھی اس کے نتائج سے بچنے کے لئے اس نے بے پناہ قرضے لئے تھے جو عدم ادائیگی اور سود کی بھاری شرح کی وجہ سے جمع ہو گئے ہیں اور بحران سے بھی آگے کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ یہ بحران 1990ء میں شدت اختیار کر گیا تھا مگر اس سے نکلنے کے لئے امریکہ نے چین اور جنوبی ایشیاء کی منڈیوں کو استعمال کیا لیکن ان منڈیوں کو بھی وہ زیادہ استعمال نہیں کر سکتا۔ امریکی سرمایہ کار چین میں دو سو ارب ڈالر سے زیادہ سرمایہ کاری کرتے ہوئے گھبراتے ہیں انہیں جائز طور پر یہ خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ برطانیہ' فرانس' کانگو اور دیگر پندرہ یورپی ملکوں جیسی کوئی بائیں بازو کی تبدیلی چین میں آ گئی تو ان کا سب کچھ ڈوب جائے گا۔

امریکہ سے بھی زیادہ پریشان کن حالت جاپان کی ہے جس کی 1970ء کی دہائی میں سالانہ اوسط شرح ترقی دو اعشاریہ تین فیصد تھی جو 1990ء کی دہائی میں گر کر صرف ایک اعشاریہ چار فیصد رہ گئی ہے۔ اگلے سال جاپان پر 460 کھرب "ین" کے قرضے ہو جائیں گے جو اس کی کل قومی پیداوار سے زیادہ ہوں گے۔ امریکہ نے اگر اپنی سالانہ شرح پیداوار کچھ بہتر رکھی ہوئی ہے تو اس کی وجہ امریکہ کے منفی حربے ہیں اور یہ منفی حربے محنت کش طبقے کا استحصال کرنے والے ہیں۔ امریکہ جدید ٹیکنالوجی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے چکر میں محنت کش طبقہ کو بے روزگار کر رہا ہے۔ امریکہ میں 1969ء سے 1987ء تک کے عرصہ میں محنت کشوں کے سالانہ اوقات کار میں 163 گھنٹوں کا اضافہ کیا جا چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں کے محنت کشوں کو اپنا معیار زندگی قائم رکھنے کے لئے ہر سال ایک ماہ زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ امریکی محنت کشوں کے لئے سال تیرہ مہینوں کا ہو گیا ہے جبکہ تنخواہ اور اجرت بارہ مہینوں کی ملتی ہے۔ امریکہ کی مذکورہ بالا دہائی میں سالانہ شرح پیداوار میں 80 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ برسر روزگار لوگوں میں صرف ایک فیصد کا اضافہ ہو سکا ہے۔

پچھلے سال امریکہ کی کل داخلی پیداوار کا 33 فیصد سرمایہ "انفوٹیک" (کمپیوٹر انڈسٹریز) میں لگایا گیا جب کہ دوسری بڑی صنعت (کار سازی) میں صرف چار فیصد سرمایہ لگایا گیا۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے برطانوی جریدے "اکانومسٹ" کے اندازے کے مطابق سن 2000ء میں دو کروڑ بیس لاکھ کاریں ایسی ہوں گی جو تیار ہوں گی مگر انہیں خریدنے والا کوئی نہیں ہو گا چنانچہ اگر امریکہ کار سازی کے تمام کارخانے بند بھی کر دے تو پیداوار ضرورت سے زیادہ رہے گی۔ امریکی معیشت کی تباہی کا ایک اور منظر یوں پیش کیا جاتا ہے کہ امریکہ نے چین کو ایک مثبت فائدہ مند منڈی سمجھ کر جو سرمایہ کاری کی تھی وہ اسے الٹا نقصان پہنچانے لگی ہے۔ امریکہ نے چین میں جو صنعتیں لگائی تھیں وہ اپنا تیار شدہ مال امریکہ کو ہی سپلائی کر رہی ہیں جس طرح واہ آرڈیننس فیکٹری میں تیار ہونے والی امریکن رائفل امریکہ میں تیار ہونے والی رائفل کے مقابلے میں بہت سستی ہے اسی طرح چین میں تیار ہونے والا امریکی سامان امریکہ میں تیار ہونے والے سامان سے بہت ارزاں ہے چنانچہ اس کی خریداری پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی اور پابندی نہیں لگائی جا سکتی تو امریکی صنعت کو تباہی سے بھی نہیں روکا جا سکتا۔ امریکہ نے چین میں صنعتیں اس شوق میں لگائی تھیں کہ وہاں کے محنت کشوں کے معاوضے امریکی محنت کشوں سے پانچ گنا کم ہیں مگر سستی لیبر کی یہ خواہش اس کے لئے بہت بڑا "پنگا" بن گئی ہے کہ الٹے بانس بریلی کو جا رہے ہیں۔ اس کا بین الاقوامی فائدہ اس کے قومی نقصان سے کم ہونے لگا ہے۔ امریکہ میں "چین ساختہ" مصنوعات کی بھرمار ہو گئی ہے اور "میڈان امریکہ" چیزیں غائب ہو گئی ہیں۔

اس بحران کا سب سے زیادہ فائدہ ملٹی نیشنل کمپنیاں اٹھا رہی ہیں اور ان کی طاقت اپنے ملکوں سے بھی زیادہ ہونے لگی ہے۔ پوری مغربی دنیا کے لئے متوازن صنعتی اور معاشی سسٹم قائم رکھنا

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات:

الجزائر کی خانہ جنگی کا پس منظر

یوں تو الجزائر میں حکومت اور اسلامی جماعتوں کے درمیان کشت و خون عرصہ سے جاری ہے لیکن کچھ عرصہ سے اس میں کچھ زیادہ ہی تیزی آ چکی ہے آئے روز گاؤں کے گاؤں کی آبادی کو تہہ و تیغ یا ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ دونوں طرف سے جاری ہے جس کا انجام فی الحال کسی کو نظر نہیں آرہا۔

الجزائر آزادی سے پہلے فرانس کی نو آبادی تھا جسے بعد میں فرانس نے اپنا صوبہ بنالیا اور فرانس کے لوگ بھی الجزائر کو ساتھ شامل رکھنے پر آج کے بھارت کی طرح جو کہ کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ کہتا ہے۔ سخت جذباتی تھے۔ لیکن الجزائر کے لوگوں نے آخر کار یہ جنگ جیت لی اور الجزائر کو فرانس سے آزادی مل گئی۔ یہ جنگ آزادی 1954 سے 1962ء تک لڑی گئی۔ آخر کار فرانس نے مجبور ہو کر وہاں ریفرینڈم کا ڈول ڈالا لیکن فرانس کی امیدوں کے برخلاف ریفرینڈم میں ساٹھ لاکھ لوگوں نے آزادی کے حق میں اور صرف سولہ ہزار نے اس کے خلاف ووٹ دیا۔ الجزائر کو آزادی دے دی گئی۔ پہلے صدر احمد بن باللہ بنے چند سال کے بعد ان کے خلاف بغاوت ہو گئی لیکن کسی خون خرابے کے بغیر مسٹر بومدین نے اقتدار سنبھال لیا۔ بومدین نے اپنے دور اقتدار میں کافی کام کیا وہ 1979ء میں کینسر میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ ابھی تک الجزائر کی پوزیشن ہر لحاظ سے مضبوط تھی اور دنیا میں اس کی عزت کی جاتی تھی۔ بومدین کے بعد ان کی جگہ صدر شاذلی نے لی اور ان کی پالیسیاں جاری رکھیں۔ بلکہ "متحدہ مغرب" کے منصوبے کو عملی شکل دینے کی کوشش کی۔

غرضیکہ الجزائر تقریباً پچیس سال تک ایک مستحکم اور پرامن ملک تھا۔ لیکن اس کے بعد بعض نادیدہ ہاتھوں نے تمام افریقہ میں اپنا ہاتھ دکھانا شروع کیا۔ اور گھانا کانگو نائیجیریا انگولا موزمبیق ماریطانیہ اور صومالیہ وغیرہ میں سازشوں کا جال بچھا کر سیاسی نقشے ہی بدل دئے گئے۔ الجزائر بھی اسی سازش کا شکار ہو گیا۔ اور 86-1985ء کے بعد حالات دگرگوں ہونے شروع ہو گئے۔ برسر اقتدار پارٹی قومی محاذ آزادی جو کہ شروع سے ہی ملک کی واحد سیاسی جماعت تھی اس نے اقتدار کو اپنا حق بنالیا اس کے لیڈر اور کارکن آرام طلب اور کرپٹ ہو گئے۔ جس کی وجہ سے یہ پارٹی عوام کا اعتماد کھو بیٹھی اس وقت اسلامک سالویشن فرنٹ ایک مذہبی سیاسی جماعت کے طور پر ابھری اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کی ہمنوا بن گئی۔

1992ء کے انتخابات میں اسلامک سالویشن فرنٹ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن فوج کے جرنیلوں نے دخل اندازی کر کے انتخابات ہی منسوخ کر دئے۔ اسلامک فرنٹ کو اس کے جمہوری حق سے گولی کی طاقت سے روکنے کی کوشش کی گئی اس پر اسلام فرنٹ نے مقابلے کا فیصلہ کیا اور یہیں سے یہ خانہ جنگی شروع ہوئی۔ فوج نے جوابی کارروائی میں انتہائی سختی سے کام لیا۔ اور نتیجہ کے طور پر پچھلے پانچ سال میں سیکنڑوں نہیں بلکہ ہزاروں الجزائری باشندے فوج اور فرنٹ کے کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور بے شمار زخمی یا معذور ہو چکے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں کے سب لوگ سنی مسلمان ہیں اور ان میں کوئی فرقہ بندی نہیں ہے اور دونوں جماعتیں جمہوریت کی نام لیوا ہیں۔ یہ سوچنے والی بات ہے کہ پھر اتنا خون خرابہ کس بات کے لئے کیا جارہا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ 1992ء کے انتخابات سے اسلامک سالویشن فرنٹ کا دعوئی ہے کہ عوام اس کے ساتھ ہیں اس لئے اس کے مسلح ونگ اسلامی گروپ اور اسلامک سالویشن آرمی نے دہشت گردی کے ذریعے حکومت کا تختہ الٹنا چاہا۔ اس جہاد میں انہوں نے پہلے ایسی بربریت کا مظاہرہ کیا کہ الحفیظ والاماں۔ بے خطا لوگوں کو عذاب دے دے کر مار گیا۔ زندہ جلایا گیا۔ اور بم دھماکوں سے عام شہریوں کی زندگی اجیران کر دی گئی۔ اس کے جواب میں فوج نے اس سے بڑھ کر ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا۔ شک میں ہی بے شمار لوگوں کو گولیوں سے اڑا دیا جاتا۔ اور کہا جاتا کہ عام شہریوں کو دہشت گردوں سے بچانے کے لئے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔

دریں اثنا فوج نے حالات کو اعتدال پر لانے کے لئے کچھ اصلاحات کیں۔ 1994ء میں اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی توڑ کر اس کی جگہ ایک ریٹائرڈ جنرل کو صدر مقرر کیا گیا۔ 1995ء کے صدارتی انتخابات میں وہ باقاعدہ صدر منتخب ہوئے۔ 1996ء میں آئین میں رائے شماری کے ذریعے ترمیم کر کے ایوان بالا قائم کیا جس کے بیشتر ارکان کو صدر نامزد کرے گا۔ اس کے علاوہ مذہب کے نام پر سیاست کرنے پر آئینی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ سال رواں میں دوبارہ انتخابات کروائے گئے جس میں ایک نوزائیندہ سیاسی جماعت نیشنل ڈیمو کریٹک ریلی نے اکثریت حاصل کی لیکن درحقیقت یہ پارٹی بھی فوج ہی کی پروردہ ہے اور اسے حکومت کی اشیرباد حاصل ہے۔ خیال تھا کہ انتخابات کے بعد شائد کچھ امن بحال ہو۔ لیکن جلد ہی ایک گاؤں میں اسلامک گروپ کے چھاپہ ماروں نے دو سو سے تین سو تک افراد نہایت بے دردی سے ذبح کر کے ہلاک کر دئے۔ اس سے پہلے پانچ دن میں دو سو پچیس افراد اسی طرح ہلاک کر دئے گئے۔ دو بم دھماکے گنجان آباد علاقے میں کرائے گئے جس سے کئی ہلاک اور بے شمار زخمی ہوئے۔ دوسری طرف فوج نے دعوئی کیا ہے کہ اس نے 127 دہشت گردوں کا صفایا کر دیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حالات میں اور امن وامان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس صورت حالات کا مختلف ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کے گروہوں نے بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے اور وہ نہ صرف لوگوں کو قتل کرتے ہیں بلکہ عورتوں اور لڑکیوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں جن کا انجام کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس طرح بدنظمی اور انارکی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

لیکن اس تکلیف دہ صورت حال کا آخری انجام کیا ہو گا کوئی نہیں جانتا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کسی بھی مسئلے کا صحیح حل مذاکرات سے ہی مل سکتا ہے۔ اگرچہ مذاکرات تو دونوں طرف سے ہو رہے ہیں۔ لیکن دونوں طرف کے انتہا پسند کسی کے قابو میں نہیں ہیں۔ اسلامی مسلح گروپ اور اسلامی آرمی کی مذمت سالویشن والے بھی کرتے ہیں لیکن ان کی کارروائیوں کو روک نہیں سکتے اسی طرح فوجی جرنیلوں کا گروپ اس بات پر مصر ہے کہ ان دہشت گرد اسلام پسندوں کے مکمل خاتمہ تک لڑائی جاری رکھی جائے۔ حالانکہ دونوں اطراف کو معلوم ہونا چاہئے کہ دہشت گردی اور قتل و غارت سے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا جاسکتا۔ اور فوج کو بھی جاننا چاہئے کہ کوئی بھی تحریک طاقت سے ہمیشہ کے لئے دبائی نہیں جاسکتی۔ سوچنے والی بات یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کو اسلحہ اور راشن پانی مہیا کرنے کا ذمہ دار کون ہے؟

○○○

لیبیا کے خلاف پابندیاں

عرب لیگ کے وزرائے خارجہ کی ایک کانفرنس میں جو قاہرہ میں ہوئی یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمام عرب ممالک لیبیا پر لگائی جانے والی ہوائی جہازوں کی پرواز کے متعلق پابندی کے سلسلے میں لیبیا کی حمایت کریں اور اس خاص طور پر عرب لیگ کے بائیس ممبروں پر زور دیا گیا کہ وہ تمام جہاز جن پر لیبیا کے سیاسی لیڈر اور سرکاری افسر یا کسی کانفرنس کے مندوبین سفر کر رہے ہوں ان کو اپنے اپنے ملک میں اترنے کی اجازت دیں۔ اس ریزولیوشن کا واضح مطلب یہ ہے کہ لیبیا کے لیڈر معمر قذافی اور ان کے ساتھیوں کو لانے یا لے جانی والی ہوائی جہازوں کو اب اس پابندی سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ کرنل قذافی نے اس سے پہلے بھی عرب سربراہی کانفرنس میں حصہ لینے کے لئے قاہرہ کا سفر کیا تھا تو ان کا جہاز قاہرہ میں اترا تھا۔ اس کے علاوہ عرب ملکوں کو اس بات کی بھی اجازت دی گئی کہ وہ انسانی خدمت کے سلسلہ میں کی جانے والی پروازوں سے بھی یہی سلوک کریں گے اس میں بیماروں اور جنازوں کو لانے اور لے جانے اور مذہبی رسوم کے ادا کرنے کے لئے پروازیں شامل ہوں گی۔

لیبیا نے سب سے پہلے اس پابندی کی خلاف ورزی 1994ء میں کی تھی جب اس کا ایک جہاز حج کے لئے آنے والے لیبیا کے باشندوں کو لے کر سعودی عرب آیا تھا۔ اور سعودی عرب نے اس پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔

اس ریزولیوشن میں جو عرب لیگ کے اجلاس میں پاس کیا گیا یہ بھی کہا گیا کہ وہ پروازوں بھی اس پابندی سے مستثنیٰ ہوں گی جو غیر ملکی باشندوں کو واپس لے جارہی ہوں۔ یا لیبیا کے دوسروں ملکوں کی مدد کے سلسلے میں کی گئی ہوں۔ یا لیبیا میں زراعت کی مدد کے سلسلے میں کی جارہی ہوں۔

عرب لیگ نے یہ بھی سفارش کی کہ اس کے ممبروں نے لیبیا کے جو اکاؤنٹس منجمند کئے تھے ان کو کھول دیں البتہ تیل کے سلسلے میں جو اکاؤنٹس ہوں ان کے متعلق یہ فیصلہ لاگو نہیں ہو گا۔

یاد رہے کہ اقوام متحدہ کی طرف سے 1992ء میں لیبیا پر ہوائی اور ملٹری پابندیاں لگائی گئی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امریکہ کا ایک ہوائی جہاز انگلستان کے شہر لاکربی۔ پر بذریعہ بم تباہ کر دیا گیا تھا جس میں 270 مسافر ہلاک ہو گئے تھے۔ امریکہ نے لیبیا پر الزام لگایا کہ اس کے دو باشندے اس کے ذمہ دار ہیں اور ان کو امریکہ کے حوالے کیا جائے تاکہ ان پر امریکہ میں مقدمہ چلایا جاسکے لیکن لیبیا نے اس الزام کی تردید کی اور اپنے شہریوں کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر امریکہ نے اپنا اثر ورسوخ استعال کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے ذریعے لیبیا پر یہ پابندی عائد کروادی تھیں جو ابھی تک لاگو ہیں۔

○○○

ناردرن آئرلینڈ میں خانہ جنگی

ناردرن آئرلینڈ یو۔ کے۔ کا ایک صوبہ ہے جس میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ لوگ رہتے ہیں۔ ان دونوں فرقوں میں عرصہ سے خانہ جنگی ہو رہی ہے رومن کیتھولک چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ آئرلینڈ سے مل جائے اور پروٹسٹنٹ اس کے خلاف امنگیں رکھتے ہیں اور انگلینڈ کے ساتھ ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اس معاملہ کو طے کرنے کے لئے کئی دفعہ مذاکرات کئے گئے لیکن دونوں طرفوں کے انتہا پسندوں کے دباؤ کی وجہ سے کبھی یہ مذاکرات کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن اب جو مذاکرات چل رہے ہیں ان سے کافی امید بندھ گئی ہے کہ شائد اس مسئلے کا کوئی حل نکل سکے۔ رومن کیتھولکس کی آئرش ریپبلیکن آرمی کے لیڈر گیری آدم کو بھی اس دفعہ مذاکرات میں شامل کر لیا گیا ہے جو کہ ایک مثبت قدم ہے۔ گیری آدم نے کہا ہے کہ سن فین اور آئی۔ آر۔ اے۔ دو مختلف تنظیمیں ہیں۔ پہلے تمام پروٹسٹنٹ پارٹیوں نے گیری آدم کی ان مذاکرات میں شمولیت کی وجہ سے ان مذاکرات کا بائی کاٹ کر دیا تھا لیکن اب وہ بھی ان میں شامل ہونے پر رضامند ہو گئے ہیں۔

انہی دنوں میں پھر ایک قصبہ میں ایک کار بم دھماکہ ہو گیا جس سے مذاکرات کا تعطل کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ اور پراٹسٹنٹ لوگوں کی سب سے بڑی پارٹی السٹر۔یونی نسٹ پارٹی نے پھر مطالبہ کیا کہ رومن کیتھولک پارٹی۔ آئی۔ او۔ اے کی ملٹری ونگ سن فین کو ان مذاکرات سے علیحدہ کر دیا جائے لیکن اب پھر یونی نسٹ پارٹی نے مذاکرات میں شامل ہونے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ اور سن فین کو ان مذاکرات سے علیحدہ کرنے کی شرط ختم کر دی ہے۔

ان مذاکرات کے روح رواں امریکہ کے سابق سینیٹر جارج مچل ہیں۔ انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمہوریت اور دہشت گردی کے خلاف چھ اصول مقرر کئے تھے اب ان پر سن نین نے بھی عمل کرنے کی حامی بھرلی ہے۔ لیکن امن کا راستہ ابھی بھی کٹھن ہے۔ لیکن امید کی جانی چاہئے کہ برطانیہ کے وزیراعظم مسٹر ٹونی بلیئر کی اس معاملے میں ذاتی دلچسپی اور مسٹر جارج مچل کی کوششوں سے دونوں پارٹیاں اس چیلنج کو قبول کرکے امن کے راستہ کو صاف کرنے کی کوشش کریں گی اور چھوٹے موٹے جھگڑوں اور واقعات کو سد راہ نہ بننے دیں گی۔

○○○

بقیہ صفحہ 3

حضرت مرزا احمد شفیع صاحب:۔

یہ ہمارے ریاضی کے بلند پایا کے استاد تھے۔ کیسا ہی مشکل سوال ہوتا آپ ایسے آسان طریق سے وہ سوال حل کرکے سٹوڈنٹس کے دل و دماغ میں بٹھادیتے جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ آٹھویں کلاس میں ہم نے ان سے انگلش بھی پڑھی۔ وہی پیارا انداز آپ نے انگلش کے مضمون میں بھی قائم رکھا اور ایسے ایسے آسان انگلش کے محاورے یاد کروائے۔ جو آج بھی ہم روزمرہ زندگی میں استعمال کرکے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ آپ کا قد بفضل خدا بہت لمبا تھا اور چلنے کا انداز بھی بہت پیارا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے راہ مولا میں جان دینے کا مقام عطا کرکے آپ کو بلند درجہ پر پہنچا دیا۔ 1947ء میں جب نقل مکانی کے دنوں میں جب آپ قادیان میں اپنے محلہ دارالرحمت کے ایک مکان میں جہاں مستورات اور بچوں کو حفاظت کے پیش نظر اکٹھا کیا گیا تھا۔ باہر پہرہ دینے کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے تو آپ ایک گولی لگنے سے اللہ کے حضور حاضر ہوگئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

اور قادیان میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ (حضرت چھوٹی آپا جان) کے حقیقی ماموں تھے۔

بقیہ صفحہ 5

مشکل ہو رہا ہے اور تمام معاشی اور اقتصادی اندازے غلط ثابت ہونے لگے ہیں۔ مغرب میں سیاسی پارٹیوں کی تمام تر سیاست ان ٹریڈ یونینوں کے ہاتھوں میں آرہی ہے جو بے روزگاری اور محنت کشوں کے استحصال کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کر رہی ہیں اور اپنی اس اہمیت کا البانیہ اور فرانس اور برطانیہ میں عملی مظاہرہ بھی کرچکی ہیں۔

بقیہ صفحہ 5

حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی روح کو روحانی رفعتوں سے نوازے اور ان کے درجات بلند تر کرتا چلا جائے۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز

مسل نمبر 31276 میں مبارک احمد گھمن ولد محمد افضل گھمن قوم گھمن جٹ پیشہ طالب علمی عمر 17 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹ گھمن ضلع نارروال حال ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-1-23 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ تین صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مبارک احمد گھمن ناصر ہوسٹل ربوہ گواہ شد نمبر1 لئیق احمد بلال وصیت نمبر28626 گواہ شد نمبر2 نعیم احمد باجوہ وصیت نمبر29406۔

مسل نمبر 31277 میں طارق احمد ولد غلام مصطفیٰ محسن صاحب قوم آرائیں پیشہ طالب علم عمر 16 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-2-7 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ چار صد روپے ماہوار بصورت وظیفہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد طارق احمد ناصر ہوسٹل ربوہ گواہ شد نمبر1 آصف محمود ڈار وصیت نمبر29405 گواہ شد نمبر2 نعیم احمد باجوہ وصیت نمبر29406۔

مسل نمبر 31278 میں عزیزہ بیگم زوجہ چوہدری نصیر احمد صاحب قوم وڑائچ پیشہ خانہ داری عمر 51 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 46/19 دارالرحمت وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-5-31 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (1) نقد رقم مبلغ تیس ہزار روپے (2) مکان برقبہ پونے تیرہ مرلہ واقع نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا مالیتی پچپن ہزار روپے (3) بانڈ مالیتی دس ہزار روپے (4) پلاٹ برقبہ دس مرلہ واقع نصرت کالونی ربوہ مالیتی دو لاکھ روپے (5) زیور طلائی مالیتی بارہ گرام مالیتی پانچ ہزار روپے اور حق مہر وصولی شدہ دو ہزار پانچ سو روپے کل میزان سات لاکھ ستانوے ہزار پانچ سو روپے اس وقت مجھے مبلغ 936 روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ عزیزہ بیگم سرگودھا حال دارالرحمت وسطی ربوہ گواہ شد نمبر1 چوہدری نصیر احمد صاحب وڑائچ وصیت نمبر19891 گواہ شد نمبر2 چوہدری محمد یعقوب وصیت نمبر16583۔

مسل نمبر 31279 میں عطاء المنان بابر ولد چوہدری نصیر احمد صاحب قوم وڑائچ پیشہ طالب علمی عمر 18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا حال 46/19 دارالرحمت وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-5-31 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ تین صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عطاء المنان بابر 46/19 دارالرحمت وسطی ربوہ گواہ شد نمبر1 چوہدری نصیر احمد والد وصیت نمبر19891 گواہ شد نمبر2 چوہدری محمد یعقوب وصیت نمبر16583۔

مسل نمبر 31280 میں سید شاہد احمد شاہ ولد سید مصدق احمد شاہ قوم سید پیشہ تعلیم عمر 21 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 19/2 دارالعلوم غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-5-17 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ سید شاہد احمد شاہ 19/2 دارالعلوم غربی ربوہ گواہ شد نمبر1 نصیر احمد طارق کارکن اصلاح و ارشاد مرکزیہ گواہ شد نمبر2 مشہود اسلم 16/8 دارالعلوم غربی ربوہ۔

مسل نمبر 31281 میں عطیہ صدیقی بنت مکرم محمد عبدالماجد صدیقی قوم صدیقی پیشہ ہومیو ڈاکٹری عمر 25 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 3/15 گول بازار ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-6-8 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ دو ہزار روپے ماہوار بصورت ہومیو ڈاکٹری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ عطیہ صدیقی 3/15 گول بازار ربوہ گواہ شد نمبر1 محمد اسحاق وصیت نمبر6895 گواہ شد نمبر2 محمد رفیع ناصر وصیت نمبر13915۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنی بیٹی کا نام آسیہ غفور کی بجائے صبتہ النور رکھ لیا ہے۔ آئندہ اس کو اسی نام سے پکارا اور لکھا جائے۔

غفور احمد
4/5 دارالبرکات ربوہ

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ صفحہ 1

تمہارا محتاج نہیں ہے اور الغنی کے اندر یہ مفہوم بھی آگیا (جس کو پہلے فقرہ میں کھول کر بیان کیا گیا تھا) کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی احتیاج ہے۔ تم زندہ نہیں رہ سکتے جب تک حی خدا تمہاری زندگی کی ضرورت کو پورا کرنے والا نہ ہو۔ اور اپنی حیات کاملہ سے تمہیں ایک عارضی زندگی نہ عطا کرے۔ تمہاری استعدادیں اور قوتیں قائم نہیں رہ سکتیں جب تک کہ خدائے قیوم کا تمہیں سہارا نہ ملے۔ سب تعریفوں کی مالک اس کی ذات ہے۔ اس لئے وہ تمہاری احتیاجوں کو پورا کرتا ہے اور تمہارے دل سے یہ آواز نکلتی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چونکہ تم اس کے محتاج ہو اور وہ تمہارا محتاج نہیں اس لئے تم اپنی فکر کرو (-) اگر وہ چاہے تو روحانی حیات سے تمہیں محروم کردے (-) اور ایک اور ایسی قوم پیدا کر دے جو اپنے کو اس کے لئے فنا کردے اور اس میں ہوکر ایک نئی زندگی پائے۔

(از خطبہ 18- اخاء 1347ہش)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 27 ستمبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 26 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ

○ انڈونیشیا کا ایک مسافر طیارہ جنگل میں گر کر تباہ ہو گیا۔ 234 مسافر زندہ جل گئے۔ طیارہ جکارتہ سے پرواز کے فوراً بعد منزل مقصود سے کچھ پہلے پہاڑی جنگل میں گر گیا۔ حادثہ ہوتے ہی آگ لگ گئی۔ صرف شعلے اور دھواں نظر آرہا تھا۔ انڈونیشین فضائیہ نے امدادی سرگرمیاں شروع کر دیں۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان جناب جسٹس سجاد علی شاہ نے بار ایسوسی ایشن کوئٹہ کی جانب سے دیئے جانے والے عشائیہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت یا کسی بھی ادارے کے ساتھ محاذ آرائی نہیں چاہتے۔ بلکہ ہمارا مقصد آئین کے تحت دیئے گئے اختیارات کو استعمال کرنا اور عدلیہ کا وقار بلند کرنا ہے۔ ججوں کی تعداد کے بارے میں انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ قانون سازی کر سکتی ہے لیکن ہمارا موقف بھی سنے۔ آئینی اداروں میں کسی کو بالادستی نہیں۔ تینوں اداروں میں نہ تصادم کا امکان ہے نہ ہونا چاہئے۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ جو بھی قانون بنائے عدلیہ کو تشریح کا حق ہے۔

○ ڈیرہ غازی خان میں خصوصی عدالت نے پانچ مجرموں کو سزائے موت سنادی ہے۔

○ بنگلہ دیش میں محصور پاکستانیوں سے متعلق "پاکستان سٹیزنز کمیٹی" نے موتمر عالم اسلامی کانفرنس میں یادداشت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ بنگلہ دیش میں محصور ڈھائی لاکھ پاکستانی فوری واپس لائے جائیں۔

○ کراچی میں محکمہ ٹیلی فون کے اسسٹنٹ انجینئر سمیت دو افراد کو قتل کر دیا گیا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ ملتان بنچ کے مسٹر جسٹس ظفر پاشا چوہدری نے کہا ہے کہ پولیس نے ہائی کورٹ کو مذاق سمجھ رکھا ہے اور پولیس والے تھانوں میں بیٹھ کر کہتے ہیں۔ "ہائی کورٹ ہم پر کونسا پہاڑ گرائے گی" لیکن اب انہیں اپنے رویہ کی سزا بھگتنا ہو گی۔

○ منچن آباد کے قریب سرحد عبور کرتے ہوئے تین بھارتی سمگلر رینجرز کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے پاک بھارت مذاکرات کے لئے تین نکاتی فارمولا پیش کر دیا ہے۔ بھارت کشمیریوں پر ظلم بند کرے۔ فوج نکالے اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے نظام وضع کرے۔

○ بھارت کے وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے کہا ہے کہ انہیں نواز شریف کے پیش کردہ معاہدہ عدم جارحیت کا علم نہیں۔ انہوں نے کہا تصفیہ طلب معاملات کے حل کے لئے پاکستان کے ساتھ مذاکرات جاری رہیں گے۔

○ بھارت نے اچانک اپنے ایٹمی میزائل پروگرام میں توسیع کا اعلان کر دیا ہے۔ بھارت نو ہزار کلومیٹر دور تک مار کرنے والے میزائل تیار کرے گا۔

○ وفاقی وزیر مذہبی امور اور موتمر اسلامی کے سیکرٹری جنرل راجہ ظفر الحق نے کہا ہے کہ مسئلہ افغانستان کے حل کے لئے جید علماء کرام اور دانشوروں پر مشتمل موتمر اسلامی کا ایک وفد افغان رہنماؤں سے مذاکرات کے لئے افغانستان بھیجا جائے گا۔ وفد میں ایسے غیر جانبدار افراد شامل ہوں گے جو تمام گروپوں کے لئے قابل قبول ہوں گے۔ موتمر اسلامی کی قراردادیں اقوام متحدہ، عرب لیگ اور دیگر عالمی تنظیموں کو بھیجی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ امریکی ویٹو نے اقوام متحدہ کو بے وقعت بنا دیا ہے بھارت سلامتی کونسل کا رکن بننے کے خواب بھی نہ دیکھے۔

○ ریس کورس لاہور کے علاقہ میں ظفر علی روڈ واپڈا کالونی کے باہر نامعلوم افراد نے پے در پے وار کر کے 30 سالہ خاتون کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

○ کراچی میں ڈکیتی کی وارداتوں میں 16 گاڑیاں اور مکران فشریز کے ملازمین سے 23 لاکھ روپے لوٹ لئے گئے۔

○ پنجاب سروس کمیشن پولیس انسپکٹروں کی 300 آسامیوں کے لئے مقابلے کا امتحان 11 نومبر سے 14 نومبر 97ء تک لاہور میں منعقد کرے گا۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس احسان الحق چوہدری نے کہا ہے کہ ہائی کورٹ خصوصی عدالت میں قابل سماعت جرم کے ملزموں کی ضمانت نہیں لے سکتی۔

○ قومی اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ نے کہا ہے کہ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے پارلیمنٹ کے ذریعہ ججوں کی تعداد مقرر کرنے کا اعلان کر کے آئین کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ اور اس کا مقصد سپریم کورٹ کو نیچا دکھانا ہے۔

○ احتساب سیل نے دعویٰ کیا ہے کہ برطانوی بینکوں سے بے نظیر بھٹو اور زرداری نے 10 کروڑ پاؤنڈ سوئٹزرلینڈ منتقل کئے بے نظیر زرداری کے معاملات کی نگرانی کرنے والے ایجنٹ سے ملاقاتیں کرتی رہیں۔ اس سلسلہ میں دستاویزی ثبوت اور فوٹو حاصل کر لئے گئے ہیں۔

○ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد نے کہا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ سیالکوٹ میں تقسیم ایوارڈز کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسیحیوں کو شراب کے پرمٹ نہ دینے کے مطالبے کا پورا ساتھ دوں گا۔

○ حکومت پنجاب نے ایکٹ 75 کے تحت قائم کی گئی خصوصی عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کا اختیار ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کو دے رہی ہے۔

○ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے دیہاتوں قصبوں اور شہروں کے سرکاری سکولوں میں سٹاف کی کمی پورا کرنے کے لئے ایک لاکھ سے زائد پی ٹی سی اساتذہ کنٹریکٹ پر بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کاغذی سکولوں میں تعینات اساتذہ سے بھی کام لینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہر پرائمری سکول میں ہیڈ ماسٹر سمیت کم از کم چھ اساتذہ رکھے جائیں گے۔

○ خانپور میں تاجر کے گھر ڈکیتی کی واردات کے دوران 10 لاکھ کے زیورات اور سامان لوٹ لیا گیا ڈاکوؤں نے دھوکے سے دروازہ کھلوایا اور اندر داخل ہو کر گھر والوں کو یرغمال بنا لیا۔ اور دو گھنٹے تک اطمینان سے قیمتی چیزیں اکٹھی کرتے رہے۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کردار کشی کی انتہا ہو چکی ہے۔ اب قانونی کارروائی کروں گی۔ سوئس بینکوں میں جن چار کمپنیوں کے حوالے سے غیر ملکی اکاؤنٹس کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ وہ قطعی بے بنیاد اور غلط ہے ان سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لندن میں وکلاء اور قانونی ماہرین سے مشورہ کے بعد یورپی یونین اور سوئٹزرلینڈ کی عدالتوں میں مقدمے دائر کروں گی۔ حکومت خوفزدہ ہو کر کردار کشی کی مہم چلا رہی ہے۔

○ آئی ایم ایف نے آئندہ ماہ پاکستان کو ایساف اور ای ایف ایف معاہدے کے تحت 146- ارب ڈالر کا قرضہ جاری کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

○ امریکی وزیر خارجہ مسز میڈلین البرائٹ نے کہا ہے کہ فلسطینی علاقے میں یہودیوں کے لئے 300 مکان بنانے کا اعلان افسوسناک ہے مجھے اس سے مایوسی ہوئی ہے۔

خوشخبری
"ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل"
کتاب کی ایک کاپی مفت حاصل کرنے کے طریقہ کار کیلئے رابطہ کریں۔ یہ پیشکش محدود مدت کیلئے ہے۔
عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور گولبازار ربوہ فون 212399